خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 61

Track - 1

68:00

''نوشہرو فیروز میں خطاب''

تلاوت کلام پاک......

محترم بزرگوں، عزیزان گرامی قدر، بہت پیارے اور اچھے دوستوںعظیمی بچوں اور بچیوںالسلام علیکم! نو شہرو فیروز کا نام بہت سنتا تھاخواہش بھی تھی کہ اس شہر میں حاضر ہوکریہاں کے محترم دوستوں اور بھائیوں سے ملاقات کروںبہت دفعہ پروگرام بنا لیکن مصروفیت کی بنا ء پر اور طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے یہ پروگرام ملتوی ہوتارہابالآخر اللہ تعالیٰ نے ایسا موقع عطا فرمادیا کہ آج میں آپ سب حضرات کے درمیان موجود ہوں۔ میرے بارے میں جو کچھ آپ نے تعارف کے نام سے سنااس میں یہ ظاہر ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو محبت اور عقید ت ک پردے میں بیان ہوئی ہیں۔ جہاں تک کسی آدمی کی قابلیت کا علمیت کا ، بزرگی کا تعلق ہے۔ وہ اگر سچے دل سے ، سچے جذبے سے اور خلوص کے ساتھ اس کو دیکھا پرکھا جائے مجھے تو سب باتیں ظاہری نظر آتی ہیں۔ اس لئے کہ جب کوئی بھی آدمی جو یہاں اس دنیا میں موجود ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ وہ یہاں اس دنیا میں جب بھی آتا ہے۔ جس کے گھر میں پیدا ہوااس کی پیدائش میں اس کی اپنی مرضی کو کوئی دخل نہیں ہے۔جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کردیاوہ پیدا ہوگیا۔کسی آدمی کو سعادت ملی کہ سادات میں پیدا ہوگیا۔کوئی آدمی کسی خاندان میں کوئی آدمی کسی برادری میں ، کوئی آدمی کسی قبیلے میں پیداہوتا رہا ہے۔اس پیدائش میں اس بندے کا اپنا کوئی ذاتی عمل دخل کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔پھر دوسری صورت جو درپیش ہوئی وہ یہ ہے کہ وہ آج کا پیدا ہونے والا بچہ روز بروز بڑا ہوتا رہا۔ایک دن کا ہوا۔ ایک مہینے کا ہوا۔ ایک سال کا ہوا۔ اس ایک دن، ایک مہینے، ایک سال میں نشو و نما کے ساتھ ساتھ اس کے ذہنی صلاحیتوں میں بھی اضافہ ہوتا رہا ۔ بالآخروہ بیس سال کا ہوگیا۔بیس سال کے عرصے میں بھی جو کچھ اس کے ساتھ پیش آیا یا جس طرح اس کی زندگی گزری شب و روز میں اس میں بھی اس کا کوئی دخل نہیں ہے۔اس لئے کہ نہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ دن کو روک دے اور نہ یا رات کو تنگ کردے دن زیادہ  وہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ رات کو روک دے۔ کردے۔پھر زندگی کا ایک بڑا ہی عجیب معاملہ ہے کہ کوئی آدمی وہ اس دنیا میں زندہ ہے وہ اس وقت تک زندہ ہے جب تک اس کو خیالات آتے رہتے ہیں۔ زندگی کے بارے میں ، ماحول کے بارے میں ، خاندانی رسم و رواج، روایات  اور ٹریڈیشن کے بارے میں۔ یعنی جب خیالات کا سلسلہ بند ہوجاتا ہے تو آدمی بھی ختم ہوجاتا

ہے۔اور اس کو ہم زندگی کی بجائے ڈیڈ باڈی ، موت یا اس کا نام دیتے ہیں۔
مختصر اس بات کو یوں سمجھیں میں یہ کہنا چاہ رہا ہو ں کہ یہاں کچھ بھی
نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کے یہ سارے بندے ایک روبوٹ ہیں۔روبوٹ میں اگر بجلی کا
کرنٹ ہوگا وہ چل پڑے گا۔ریورس چلنا ہوگا ریورس ہوجائے گا۔اسی طرح انسان
بھی ایک کھلونہ ہے بجلی کا وہ ایسی بجلی ہے جو نظر نہیں آتی۔ اور اس بجلی
کے کھلونے کو قدرت جو ہے خیالات سے کنٹرول کر رہی ہے۔اب جس کے بارے
میں جو خیال قدرت نے مقرر کردیا ہے وہ اسی طرح چل پڑتا ہے۔مثلاً ایک مصور
ہے اس کو تصویر ہی بنانے کا خیال آتا رہتا ہے۔ایک گانا گانے والا ہے اس کو یہی
خیال آتا رہتا ہے کہ مجھے گانا گانا ہے ۔ایک ٹیچر ہے اسے یہ خیال آتا ہے کہ
صاحب مجھے تو ٹیچر بننا ہے ، مس بننا ہے۔ایک صنعت کار ہے اسے یہ خیال آتا
ہے کہ مجھے Industrialist

بننا ہے۔ایک ڈاکٹر ہے اسے یہ خیال آتا ہے کہ مجھے ڈاکٹر بننا ہے۔مجھے انجنئیر
بننا ہے۔تو یہاں کوئی چیز اپنی ذاتی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے اللہ
تعالیٰ نے ایک گروہی سسٹم بنایا ہوا ہے ۔اس گروہی سسٹم میں ہمیں مریض
بھی چاہئیں ہمیں ڈاکٹر بھی چاہئیں ۔ہمیں ججز بھی چاہییںتاکہ انصاف فراہم
ہوسکے۔ہمیں سائنٹسٹ بھی چاہئیںتاکہ نئی نئی ایجادات سامنے آسکیں۔ اسی
صورت سے اس دنیا میںایسے لوگ بھی چاہییںجو اللہ کے راستے پر خود بھی چلیں
اور دوسرے کو چلنے کی ترغیب بھی دیں۔اب یہ کہناکہ چالیس کتابیں لکھ دیںاور
اتنا ترجمہ انگریزی میں ہوگئیں اتنی ہندی میں ہوگئیں۔ اتنے مراقبہ ہالز اسّی
کے قریب بنائے انہوں نے صحیح یاد نہیں۔ یہ کسی ایک آدمی کی اپنی کوئی
کارکردگی نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ جس سے جو چاہے کام لیتا ہے۔تو یہ نصیب کی
بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے راستے پر کھڑا کرکے اس سے اپنی مخلوق کو
کوئی فائدہ پہنچادے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکرکو عام کرادے۔
اس کے نصیب اور مقدر میں یہ بات لکھ دی جاتی ہے ، لیکن یہ کوئی قابل
تعریف انسان کی بات نہیں ہے کہ صاحب ایسا ہوگیا ویسا ہوگیا۔ ایسا کردیا
ویسا کردیا۔یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔الحمد اللہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ
سعادت عطا فرمائی کہ میری ڈیوٹی اس بات پر لگ گئی کہ میں اللہ کی مخلوق
کو یہ بات بتاؤں کہ اللہ کی مخلوق اس دنیا میں اس لئے آئی ہے اس لئے پیدا
ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیںکہ مخلوق اللہ کو جانے اور پہچانے۔تو تخلیق
کا مقصد اس کے علاوہ ہر گز کچھ نہیں ہے کہ انسان اللہ کو پہچان لے۔اب اللہ
کو پہچاننے کے لئے کون سے راستے ہیں کون سے طریقے ہیںکیا آداب ہیںاس
سلسلے کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔
پھر آخر میں دین کی جب تکمیل ہوگئی دین کی تکمیل کے لئے اپنے محبوب بندے
حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اس دنیا میں بھیجا۔جس طرح سائنس پڑھ کر
سائنسی ایجادات عمل میں آتی ہیں۔ انجنئیرنگ پڑھ کے بہت ساری چیزیں
مشینری کے متعلق ہمارے سامنے طرح طرح کے چیزیں بناتی ہیں پیش کرتی

ہیں۔ڈاکٹری ایک طریقہ کار ہے اس طریقہ کار کے مطابق علاج معالجہ ہوتا
ہے۔مریضوں کو اللہ تعالیٰ شفا عطا کرتا ہے۔عدالتی نظام ہے عدالتی نظام میں
قانون پڑھ کر لوگوں کو انصاف فراہم کرتے ہیں۔ پورا ایک نیٹ ورک ہے ۔ اس
دنیا کو چلانے کے لئے یہاں ہر چیز اس طرح اللہ تعالیٰ نے بنا دی ہے کہ یہ کائنات
کا پہیہ چل رہا ہے۔انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو تشریف لائے انہوں نے صراط
مستقیم کی دعوت دی۔ صراط مستقیم پر قائم رکھنے کے لئے قاعدے ضابطے بنائے
گئے ۔ جھوت نہیں بولو۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو۔علم حاصل کرو۔اگر عرب
میں نہیں ملتا تو چین میں جاکر حاصل کرو۔ جہاں بھی علم ملے حاصل کرو۔
دوسرے کی حق تلفی نہ کرو۔حقوق العباد پورے کرو۔اور سب سے بڑی بات یہ ہے
کہ اللہ کا جو مخلوق کے ساتھ رشتہ ہے اس رشتے کو مستحکم کرو مضبوط
کرو۔اس طرح جس طرح مضبوط کرو کہ خالق اور مخلوق ایک دوسرے کو جان
جائیں اور پہچان جائیں۔خالق تو سب پہچانتا ہی ہے اس کے سامنے تو سب کچھ
ہے۔مخلوق اس بات کو جان جائے کہ میرا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے بعد ان کے صحابہ نے اس مشن کو جاری رکھا۔ آخری نبی
سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے انہوں نے بھی فرمایاکہ میں کوئی
نئی بات نہیں کہہ رہا ہوںمیں تو وہی بات کہہ رہا ہوں جو میرے بھائی پیغمبر
پہلے سے کہتے گئے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد صحابہ کرام نے
اس مشن کو جاری رکھا۔اور صحابہ کرام کے بعد اولیاء اللہ نے اس مشن کو
جاری رکھا۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ، بے شمار صحابہ کرام ، بے شمار
اولیاء اللہ کی تعلیمات کا اگر خلاصہ بیان کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ بندے کا اللہ
سے رابطہ اور تعلق قائم ہونا ضروری ہے۔اگر بندے کا اللہ سے تعلق اور رابطہ
قائم نہ ہوتو انسان کی زندگی کا مقصد فوت ہوجائے گا۔اور انسان کی زندگی
خسر الدنیا ولآخرۃذالک ھوا لخسران المبین ... دنیا میں بھی گھاٹا آخرت میں بھی
گھاٹا ... کھلم کھلا گھاٹا۔پوری زندگی جو ہے گھاٹے اور نقصان میں چلی جائے گی۔
اب دیکھنا یہ ہے اس طریقہ کار کو سامنے رکھتے ہوئے کہ اللہ سے رابطہ تو سب
ہی کا ہے مثلاً کوئی آدمی یہاں ماشاء اللہ اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیںیعنی
جتنی بھی  دنیا کی چھ ارب آبادی ہے سو پچاس مرتبہ اللہ کا ذکر تو کہیں ہو
ہی جاتا ہے یہ بالکل الگ بات ہے کوئی اللہ کو اللہ کہتاہے ، کوئی اللہ کو گاڈ
کہتا ہے ، کوئی اللہ کو بھگوان کہتا ہے۔کوئی اللہ کو ایل کہتا ہے کوئی ایلیاہ
کہتاہے۔کوئی یزدان کہتا ہے۔لیکن اللہ کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے۔مسلمانوں میں
الحمد للہ پیدا ہوتے ہی سب سے پہلے اللہ کی آواز کان میں پڑتی ہے ، کان میں
اللہ کی آواز پڑتی ہے۔اذان ہوتی ہے تکبیر ہوتی ہے۔مائیں بچوں کو سلانے کے
لئے تھپکنے کے لئے خوش کرنے کے لئے اللہ اللہ کا ورد کرتی ہیں۔ بڑا آدمی بھی
اللہ یہ کرے گا اللہ وہ کرے گا اللہ یہ کردے اللہ وہ کردے ، اللہ سے دعائیں بھی
مانگی جاتی ہیں۔ تو یہ زبانی تو اللہ سے رابطہ اور تعلق وہ تو قائم ہے۔لیکن
اس زبانی رابطہ اور تعلق کو ہم اس طرح کا تعلق اور رابطہ نہیں کہہ سکتے

جس طرح کا تعلق ایک بچے اور ماں کا ہوتا ہے۔یا ایک بیٹی اور باپ کا ہوتا ہے۔
تعلق سے مراد یہ ہے کہ قربت ہو، آدمی اپنی بات اس سے کہہ سکے۔ اس کی
بات سن سکے۔ اپنی ضروریات اور حاجات روائی کے لئے اس سے درخواست
کرسکے گزارش کرسکے۔تو اب دو چیزیں ہوگئیں، ایمان کی بھی دو چیزیں ہیں
آپ نے بہت ... ایک تو ایمان باللسان ... زبان سے اقرار کرنا،اور دوسرا تصدیق
بالقلب ہے۔زبان سے اقرارکے ساتھ ساتھ دل بھی تصدیق کرتا ہو،تو اللہ سے جو
تعلق اور رابطہ ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی زبان کے ساتھ ساتھ آپ کا دل بھی اس
بات کی تصدیق کرتا ہوکہ اللہ سے میرا رابطہ ہوگیا ہے۔اب اس رابطے کو
حاصل کرنے کی کیا صورت ہے؟ اس کے لئے ہمیں یہ تلاش کرنا ہوگا کہ ہماری
زندگی میں ایسا کون سا عمل ہے کہ جس عمل کے کرنے سے ہمارا اللہ سے
رابطہ اور تعلق قائم ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق قرآن پاک میں
آپ سب نے پڑھا ہے سب کو پتہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... الا ان اولیااللہ
لاخوف علیہم ولھم یحزنون... اللہ کے دوستوں کو خوف اور غم نہیں ہوتا،اس کا
مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم سکون حاصل کرناچاہتے ہیںاگر ہم خوف اور غم سے
نجات حاصل کرنا چاہتے ہیںتو ہمیں اللہ کا دوست بننا ہوگا، الا ان اولیااللہ
لاخوف علیہم ولھم یحزنون... اللہ کے دوستوں کو خوف اور غم نہیں ہوتا،یعنی
خوف اور غم انہی لوگوں کو ہوتا ہے جو اللہ کے دوست نہیں ہوتے۔اگر انسانی
زندگی میں خوف اور غم ہے اس کا مطلب یہ ہواکہ وہ اللہ کا دوست نہیں ہے۔
اگر کوئی انسان خوف اور غم سے نجات حاصل کرلیتا ہے تو اس کا مطلب ہے وہ
اللہ کا دوست ہے۔محض اللہ اللہ کہنا اسلام کا تقاضہ تو پورا کرتا ہے ، اللہ سے
دعا کرنامخلوق سے خالق کی قربت کا اظہار تو ہے لیکن دوستی والی بات نہیں
ہے ، دوستی والی بات یہ ہے کہ انسان اللہ سے اتنا قریب ہوجائے کہ اللہ کا
دوست بن جائے۔اور جب وہ اللہ کا دوست بن جائے گا ... الا ان اولیااللہ لاخوف
علیہم ولھم یحزنون... اللہ کے دوستوں کو خوف اور غم نہیں ہوتا،پھر اس پر
غور فرمائیں کہ اگر کسی انسان کے اندر خوف اور غم ہے تو وہ اللہ کا دوست
نہیں ہے۔اس آیت کو پھر پڑھیں، الا ان اولیااللہ لاخوف علیہم ولھم یحزنون...
پس تحقیق اللہ کے دوستوں کو خوف اور حزن کہتے ہیں غم کو غم نہیں ہوتا،
پھر غور فرمائیںاگر کسی انسان کے اندر قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق خوف اور
غم ہے تو وہ بولیں وہ زور سے بولیںبھئی سب بولیں نہ اگر سب کی سمجھ میں
نہ آئے پھر پڑھیں، میں پھر آپ کے سامنے آیت پڑھتا ہوں ... اللہ کے دوستوں کو
خوف اور غم نہیں ہوتا،اگر کسی بندے کو خوف اور غم ہے زندگی کے بارے میں ،
مستقبل کے بارے میں ، کسی بھی بارے میں ، کاروبار میں نقصان کے بارے میں،
اولاد کے نافرمان ہونے کے بارے میں ، شوہر کے بارے میں، بیوی کے بارے میں ،
ملازمت کے بارے میں ، اگر اس کو خوف اور غم ہے تو وہ اللہ کا دوست نہیں
، تو اب اس کا مطلب کیا ہوا؟ ہے۔آپ کی بات سمجھ میں آگئی؟ سب بولیں ناں
اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ سے رابطہ تو ہمارا ہے ، ہم نماز بھی پڑھتے ہیں،

روزے بھی رکھتے ہیں، حج بھی کرتے ہیں، الحمد اللہ زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ اللہ کا
بڑا انعام ہے۔ ہم مسلمان بھی ہیں۔ سیدنا محمد رسول اللہﷺ کے امتی ہونے کا
بھی ہمیں اعزاز اور فخر حاصل ہے۔ لیکن ہم نے حق دوستی ادا نہیں کیا۔ ابھی
دوست کی صف میں ہم شامل نہیں ہوئے۔ چونکہ ہم دوست کی صف میں
شامل نہیں ہوئے سب کچھ ہوتے ہوئے ہمارے اوپر خوف اور غم مسلط ہے۔کیا
ایسی کوئی صورت موجود ہے؟ کیا ایسی کوئی صورت واقع ہوئی ہوکہ ہمیں
اللہ سے اتنا قرب حاصل ہوگیا ہوکہ ہم نے اللہ کو دیکھا بھی ہو؟ ہم نے اللہ کی
بات بھی سنی ہو؟ ہم نے اللہ کو دیکھ کر اللہ کی آواز سن کر اس کی ربوبیت کا
اقرار بھی کیا ہو؟ایسی بات ہر انسان کی زندگی میں موجود ہے۔وہ یہ کہ جب
اللہ تعالیٰ نے کہا... کن ... فیکون...۔ جب اللہ تعالیٰ نے کائنات کو کن کہہ کر
تخلیق کیاتو کائنات بن گئی۔ کائنات میں سب سے اعلیٰ مخلوق سب سے افضل
مخلوق انسان ہے۔جب انسان بن گیاتو انسان کو ابھی نہ اس بات کا علم تھاکہ
میں کون ہوںمجھے کیوں تخلیق کیا گیانہ اس بات کا علم تھا کہ میرا پیدا کرنے والا
کون ہے۔ یہ ان انسانوں کا ذکر ہورہا ہے جو کن کہ بعد پیدا ہوئے۔ کن کہ بعد
پیدا کون سے انسان ہوئے یعنی ہم سب انسانوں کی روحیں پیدا ہوگئیں۔روح کو
اس بات کا علم نہیں تھا میں کون ہوں ، کہاں ہوں، کس لئے بنائی گئی ہوں۔
اس جمود کو توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ... الست بربکم... میں تمہارا رب
ہوں۔ اب اس الست بربکم کے بارے میںمیں غور کرنا ہے کہ ایک طرف اللہ ہے۔
خالق کائنات ہے۔ جس نے کن کہہ کر ساری کائنات کو بنادیا۔دوسری طرف اللہ
کی بنائی ہوئی مخلوق روحیں ہیںابھی جسمانی وجود نہیں بنا۔جسمانی وجود تو
بعد کی بات ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو مخاطب کرکے کہا...الست
بربکم... میں تمہارا رب ہوں۔کیا ہوا؟کہ جب اللہ تعالیٰ نے الست بربکم
فرمایاتو سب سے پہلے روح کے کان اللہ کی آواز سے آشنا ہوئے۔یعنی روحوں نے
سب سے پہلے اللہ کی آواز کو سنا۔جب کوئی آواز کسی کو دیتا ہے تو ظاہر ہے
یہ ہر شخص کے تجربے میں بات ہے کہ جس کو آواز دی گئی ہے وہ آواز دینے
والے کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔جیسے آپ میں جارہا ہوںآپ کہیں عظیمی
صاحب ظاہر ہے میں آپ کی طرف متوجہ ہوں گا مجھے آواز کس نے دی؟ تو
جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے روحوں کومخاطب کرکے فرمایاکہ میں تمہارا رب ہوںتو
روحوں نے اس آواز کی طرف متوجہ ہوکردیکھاکہ آواز دینے والا کون ہے؟ روحوں
نے جب یہ دیکھاکہ آواز دینے والا اللہ ہے تو جواباً روحوں نے کہا... قالوا بلیٰ... کہ
جی ہاں ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں۔اس کا مطلب یہ
ہوا کہ روحوں نے سب سے پہلے اللہ کی آواز سنی۔جب روحوں نے اللہ کی آواز
سنی تو اس آواز سے روحوں کے اندر قوت سماعت پیداہوگئی۔سننے کی صلاحیت
پیدا ہوگئی۔جب روحیں اس آواز دینے والے کی طرف متوجہ ہوئیں تو روحوں کے
اندرکسی کی طرف دیکھنے ، اس کو پہچاننے ، اس کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا
ہوگئی۔اور جب آنکھوں نے اس ہستی کو دیکھ لیاتو روحوں کے اندر قوت نطق

پیدا ہوگئی، قوت گویائی پیدا ہوگئی اور روحوں نے استعمال کرتے ہوئے کہا ...
قالوا بلیٰ...جی ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔اس کا مطلب یہ ہواکہ یوم ازل میںہم
سب کی روحیں اللہ کی آواز بھی سن چکی ہیں۔ اللہ کو دیکھ بھی چکی ہیں۔
اور اللہ کو پہچان کر اللہ کی ربوبیت کا اقرار بھی کرچکے ہیں۔قالوا بلیٰ...جی
ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔یہ یوم ازل میں اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم فرمایا۔
پھر ان روحوں کو جنت میں بھیجا گیا۔بلکہ یوںکہئے کہ ان روحوں میں سے ایک
روح کا انتخاب ہواجس کا نام آدم علیہ السلام ہے ۔ آدم علیہ السلام کو اللہ
تعالیٰ نے اپنے علوم سکھائے ۔ فرشتوں سے کہاکہ میں زمین پر اپنا نائب اور
خلیفہ بنانے والا ہوں۔فرشتوں نے کہا بار الہا! آپ حاکم ہیں۔ قادر مطلق ہیں۔
جو چاہیں سو کریںلیکن یہ آدم کو جن عناصر سے تخلیق کیا گیا ہے اس میں تو
فساد ہے اس میں تو خون خرابہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم
الاسماء سکھایا... و علم آدم الاسماء کلھا... کہ میں نے آدم کو اپنی صفات کا علم
عطا کردیا۔آدم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے جو علم
سکھایا ہے ... فقال انبئونی باسماء ھئولہ...کہ میں نے تجھے جو علم سکھایا وہ
علم تو فرشتوں کے سامنے بیان کر۔آدم علیہ السلام نے جب فرشتوں کے سامنے
وہ علم بیان کیاتو فرشتے اس علم کو نہیں جانتے تھے۔فرشتوں نے فرمایااس بات
کا اعتراف کیا... قالوا لاعلم لنا الا ما علمتنا...انک انت العلیم الحکیم...اے پروردگار
عالم! ہم تو اتنا ہی علم جانتے ہیںجتنا آپ نے ہمیں سکھا دیا ہے۔یعنی آدم کو جو
آپ نے علوم سکھا دئیے ہیںوہ علوم ہم نہیںجانتے۔اس واقعہ کے بعد آدم علیہ
السلام کو جنت میں اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا مع ان کی بیگم کہ۔یا آدم اسکن ... اے
آدم تم جنت میں رہو... تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو...یا آدم اسکن انت و
زوجک الجنۃ... فکلہا منھا رغدا حیث شئتما... جنت میں رہو تم دونوں میاں
بیوی۔ لیکن ایک شرط ہے ... رغدا حیث شئتما...جنت میں رہنے کی شرط یہ ہے
کہ تمہیں خوش رہنا ہے۔پرسکون رہنا ہے ۔ شک اور وسوسوں میں گرفتار
نہیں ہونا۔ولا تقربا ھذہ الشجرۃ...اور اس درخت کے قریب نہ جانا۔فتکونا من
الظالمین...اوراگر تم اس درخت کے قریب چلے گئے تو تمہارا شمار ظالموں میں
ہوگا۔دونوں میاں بیوی ... آدم و حواجنت میں رہتے رہے۔جنت کے پورے رقبہ پر
انہیں تصرف حاصل رہا۔اب جنت کوئی لاکھ دو لاکھ میل تو نہیں ہوگی۔جنت تو
اتنا بڑا رقبہ ہے کہ اس کو آپ کروڑوں لاکھوں سالوں میں نہیں جان سکتے۔حیث
شئتما... جہاں سے جی چاہے کھاؤ پیو...۔ شیطان ازلی دشمن وہ آدم علیہ
السلام کا بھی تھا۔ آج ہمارا بھی ہے۔اس نے بہرحال ایک تدبیر کی آدم علیہ
السلام کو بہکا دیاپھسلا لیا۔آدم علیہ السلام اس درخت کے قریب چلے گئے...
فتکونا من الظالمین...کہ اگر اس درخت کے قریب چلے گئے تو آپ کا شمار
ظالموں میں ہوگا۔جیسے ہی وہ درخت کے قریب گئے ان کو اس بات کا پتہ چل
گیا کہ اب ہم سے غلطی ہوگئی۔اور بالآخر آدم علیہ اسلام اور حوا علیہ السلام
کو زمین پر پھینک دیا گیا۔اتر جاؤ اس شہر سے ... اھبطوا مصرافانما.........اب

تم نکل جاؤ اس جنت سے اب ذلت اور مسکنت کی زندگی تمہیں گزارنی ہوگی۔
آدم علیہ السلام اس دنیا میں آگئے روتے رہے۔ اللہ سے توبہ استغفار کرتے رہے۔
اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف بھی کردیا۔ لیکن پھر ایک شرط سامنے آگئی کہ اگر تم
اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کا احترام کروگے۔ اللہ کی باتوں کو سوچ کر سمجھ کر
اختیار کرو گے تو تمہیں تمہارا وطن جنت واپس کردیا جائے گا۔تو اب انسانی
زندگی یا انسانی جسم یا انسانی ساخت کی دو قسمیں بتائی گئی ہے۔ایک قسم
وہ ہے کہ جہاں روحوں نے اللہ کی آواز بھی سنی ۔ جہاں روحوں نے اللہ کو
دیکھا بھی۔ اور جہاں روحوں نے اللہ کی ربوبیت کااقرار کیا۔دوسری صورت زمین
پر آنے کی ہوئی ۔ نافرمانی کی ۔ نافرمانی سہواً ہوئی۔ بہرحال نافرمانی
ہوئی۔اب شرط بھی یہی ہے کہ زمین پر رہتے ہوئے اگر تم اس روحانی زندگی
کو اختیار کرلوگے جوجنت کی زندگی ہے ۔اگر تم اس روحانی زندگی کو اختیار
کرلوگے جوازل میں تمہاری زندگی تھی۔تو تمہارا واسطہ اور رابطہ اللہ سے
ایسا قائم ہوجائے گا کہ تم اللہ کے دوست بن جاؤ گے۔اب ہمارے سامنے دو
صورتیں ہیںایک صورت یہ ہے کہ ہم جسمانی طور پر یہاں موجود ہیں۔یہاں
اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں سب جسمانی طور پر موجود ہیں۔یعنی جب ہم
جسم کی حرکات و سکنات کا موازنہ کرتے ہیںتجزیہ کرتے ہیںکیا کوئی انسان روح
کے بغیر کھانا کھاسکتا ہے؟ کیا کوئی انسان روح کے بغیر درس و تدریس کرسکتا
ہے؟ کیا کوئی جج صاحب روح کے بغیر انصاف فراہم کرسکتے ہیں؟ ڈیڈباڈی ڈیڈ
باڈی کیا کرے گی بھئی؟ ایک کالج میں منسٹر کالج میں تقریر تھی بہت بڑا بہت
ہی بڑا مجمع تھامیںنے ان سے سوال کیاایک ڈاکٹر جب آپریشن کرتا ہے اگر ڈاکٹر
کے سامنے جس کا آپریشن کیا گیا ہے اس کی موت واقع ہوجائے کیا وہ آپریشن
کرتا ہے؟ ڈیڈ باڈی کا کیا آپریشن ؟ آپریشن تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ تو آپ اپنی زندگی
میں تلاش کریںاگر آپ کی چالیس سال کی عمر یا اسّی سال کی عمر ہے تو اسّی
سال کی عمر میںکوئی ایک منٹ ایسا تلاش کریں جس ایک منٹ کو آپ نے روح
کے بغیر عمل کیا ہو؟ ایک منٹ۔ لاکھوں منٹ بنتے ہیں زندگی میں۔بلکہ میرا خیا
ل ہے کروڑوں بنتے ہیں۔سوچ کے بتائیے۔کیا آپ اپنی اسّی سالہ زندگی میں روح
کے بغیرایک منٹ بھی کوئی حرکت کرسکتے ہیں؟ جی سب بولو بھئی۔ کیوں ...
کیوں نہیں کرسکتے؟ کیوں نہیں کرسکتے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نظام ہی
ایسا بنایا ہے کہ جب تک آپ کے جسم کے اندر روح ہوگی آپ حرکت کریں گے۔
جب تک آپ کے جسم کے اندر روح ہوگی آپ بولیں گے بات کریں گے۔جب تک آپ
کے جسم کے اندر روح ہوگی آپ نماز پڑھیں گے روزے رکھیں گے حج کریں گے۔
کسی مردے آدمی کو دیکھا ہے جاتے ہوئے حج کرنے؟ کسی مردے کو مسجد میں
نماز پڑھتے جاتے دیکھا ہے؟ یا گھر میں نماز پڑھتے دیکھا ہے؟تواس کا مطلب یہ
ہوا کہ انسان کی زندگی کا دارو مدار ، زندگی کا کوئی بھی عمل اس کا دارومدار
روح کے اوپر ہے۔روح جب تک ہے انسان کے اندر انسان چل بھی رہا ہے پھر بھی
رہا ہے کھا بھی رہاہے۔ سو بھی رہاہے۔ ، کام بھی کررہا ہے سب کچھ کر رہا

ہے۔اگر کوئی انسان اپنی روح سے واقف نہیں ہوگاتو کیا وہ اپنی اصل سے واقف ہوگیا؟ یہ ایک دو آوازیں آتی ہیں سب سمجھیں میری باتیں ... جن لوگوں نے کہا نہیں وہی سمجھیں باقی نہیں۔کوئی انسان اگر اپنی روح سے واقف نہیں ہے۔ تو اس نے اپنی اصل کو پہچان لیا یا نہیں پہچانا؟ آپ لوگ بہت ہی سمجھدار ہیں بات ہی سب سمجھ میں آگئی۔کہ انسان کا جو جسم ہے فانی ہے۔ یہ روح کے تابع ہے۔جب تک اس جسم کے اندر روح رہتی ہے انسان زندہ ہے۔جب روح اس جسم سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے یعنی نکل جاتی ہے توآدمی کو زندہ نہیں کہتے مردہ کہتے ہیںیا لاش کہتے ہیں۔اس کاٹھکانہ قبر کے علاوہ کچھ نہیں۔اب صورت یہ ہوئی کہ انسان کو اگر اپنی اصل کو پہچاننا ہے انسان کو اگرزندگی کہ مقصد کا تعین کرنا ہے انسان کو اگریہ جاننا ہے میں کیوں پیدا ہوا۔ مجھے کس نے پیدا کیا۔تو ضروری ہے کہ وہ اپنی روح کو پہچانے۔اگر روح کو وہ نہیں پہچانے گا دیکھئے روح بھینس میں بھی ہے۔یہ بھی غور طلب بات ہے۔روح کبوتر میں بھی ہے۔روح اونٹ میں بھی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے روح کو پہچاننے کا جو علم ہے جو شرف ہے وہ صرف انسان کو عطا کیا ہے۔بھینس سے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بھئی تیری بھی روح ہے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو روح کو پہچاننے کا علم بھی عطا نہیں کیا۔صرف انسان کو شرف ہے کہ انسان اپنی روح کو پہچان لیتا ہے۔اور انسان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ وہ جسمانی وجود میں رہتے ہوئے جسمانی وجود کو حرکت دینے والی ہستی کو پہچانے۔آدمی روز مرتے ہیں آپ دیکھتے ہیں روز مرتے ہیں جاکر دیکھیں قبرستان میں ۔ کراچی کے بارے میں بتایا جارہا تھا کہ اٹھارہ قبرستان اس طرح آباد ہوگئے ہیںکہ وہاں مزید دفنانے کی گنجائش نہیں ہے۔وہ بھر گئے۔ کدھر گئے جسم؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو اگر آپ بغور پڑھیں ۔ قرآن کریم کی تلاوت کریں ۔ قرآن کریم کو سمجھیں۔ اس کی تفہیم کریں ۔ تو ایک بات آپ کی سمجھ میں آئے گی کہ انسان کا مادی وجود عارضی ہے۔فانی ہے۔فکشن ہے۔فنا ہونے والا۔لیکن روح جو ہے وہ برقرار رہتی ہے روح ختم نہیں ہوتی۔یہاں آپ مرگئے قبرستان میں چلے گئے وہاں پورا جسم جو ہے مٹی ہوگیا۔لیکن روح آپ کی عالم اعراف میں موجود ہے۔آپ جب قبرستان جاتے ہیںالسلام علیکم یا اھل القبور کہتے ہیںرسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم قبرستان جاؤ تو کہو ... السلام علیکم یا اھل القبور۔ اور یہ تمہارے بھائی بہنیں ہیں مائیں ہیںباپ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔اور تم نہیں سن سکتے۔تو کون جواب دیتا ہے بھئی وہ تو قبر میں نہیںجب آپ کھودیں گے اسے وہاں تو کچھ بھی نہیں ملتا۔جسم تو مٹی ہوجاتا ہے۔وہ روحیں سنتی ہیں۔ روحیں آپ کو جواب دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق حشر و نشر میں یہ روحیں جمع کی جائیں گی اور یہ اللہ تعالیٰ ان روحوں کو حکم دیں گے یہ پھر اپنا لباس بنائیں گی۔مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے۔جب حساب کتاب ہوگا۔اولیاء اللہ کی تعلیمات کاخلاصہ جو میں سمجھا ہوں میری بہت چھوٹی سی عقل ہے وہ یہ ہے کہ انسان مادی جسم نہیں ہے۔

انسان روح ہے۔اور مادی جسم روح کا مظاہرہ ہے۔روح مادی جسم میں اپنا
مظاہرہ کرتی ہے۔چولہ پہن لیتی ہے۔جب روح اس چولے کو اتار دیتی ہے۔ تو
آدمی ڈیڈ باڈی ہوجاتا ہے۔اگر کوئی انسان اپنی روح کو پہچان لیتا ہے میرے
بزرگوں میرے بھائیوں یوم ازل میں روح تو اللہ کو دیکھ چکی ہے۔روح تو اللہ کی
آواز سن چکی ہے۔روح تو اللہ کو دیکھ کر قالوا بلیٰ کہہ کر ربوبیت کا اللہ کی
ربوبیت کا اقرار کرچکی ہے۔تو جب کوئی انسان اس روح سے واقف ہوجاتا ہے تو
یوم ازل کی ان کیفیات سے واقف ہوجاتا ہے ...الست بربکم...قالوا بلیٰ۔اولیاء
اللہ کا بھی یہی درس ہے کہ انسان کو اللہ سے اپنا رشتہ جوڑنا چاہئے۔کیوں
جوڑنا چاہئے اس لئے جوڑنا چاہئے کہ اللہ نے آپ کو پیدا کیا۔اللہ نے جب آپ کو
اس دنیا میں زندہ رکھاتوزندگی کے وسائل عطا کیے۔ پانی بنایا آپ کے لئے ہ ہوا
بنائی۔زمین کے اندر اتنی صلاحیت دی کہ وہ آپ کے لئے گیہوں پیدا کرے۔آپ کے
لئے اجناس پیدا کرے۔آپ کے لئے پھل پیدا کرے۔پہاڑوں کو اس لئے بنایا کہ وہاں
برف جمے۔سورج کی تمازت سے برف پگھلے۔یہاں تمہارے دریاؤں میں پانی آئے۔
اور ان دریاؤں سے تمہاری کھیتی سیراب ہو۔اللہ کی ربوبیت کے علاوہ یہاں کچھ
بھی آپ کو نظر نہیں آئے گا اگر آپ غور کریں تو۔بچہ پیدا ہوتا ہے۔جب بچہ پیدا
ہوتا ہے تو زمین بھی موجود ہوتی ہے۔دھوپ بھی موجود ہوتی ہے۔کھانے پینے کا
سامان بھی موجود ہوتا ہے۔پورا ماحول موجود ہوتا ہے۔بچے کے پہننے کے لئے
کپڑے بھی موجود ہوتے ہیں۔ حالانکہ بچہ اپنی مرضی سے کروٹ نہیں لے سکتا۔
دروبست اللہ کی حاکمیت ہے۔ دروبست انسان اللہ کے بس میں ہے۔الا انہ بکل
شیء محیط ... کوئی شئے ایسی نہیں ہے جس پر اللہ محیط نہ ہو۔اولیا اللہ
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم ، آسمانی صحائف ، کتابیں، توراۃ ،
انجیل ،زبور، قرآن پاک آخری کتاب ان سب کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ بندے کا
اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو۔اور بندے کا اللہ کے ساتھ تعلق یوم ازل میں ہوچکا
ہے۔ روحوں نے اللہ کو دیکھ کراللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا ہے۔اب یہ روح سے
کیسے واقفیت حاصل ہوسکتی ہے۔اس کے لئے اولیاء اللہ نے احکام شریف پر
عمل کرتے ہوئے ایک طریقہ مختص کیا ہے۔یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
سنت ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے انہیں منتقل ہوا ہے۔اس کی مثال
غار حرا ہے۔رسول اللہ ﷺ نبوت سے پہلے غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔سب
کو پتہ ہے۔اس وقت نماز فرض نہیں ہوئی تھی۔جس طرح روزے ہم رکھتے ہیں
اس طرح روزے بھی نہیں تھے۔رسول اللہﷺ غار حرا میں جاکرمراقبہ کیا کرتے
تھے۔مراقبہ کرتے رہے۔ حضور پاک ﷺ ہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوئی ۔ مراقبہ سے
مراد اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور و فکر کرنا۔اللہ تعالیٰ کی کائنات میں اللہ
تعالیٰ کی حکمت کو تلاش کرنااللہ کی صناعی کو دیکھنا۔مراقبہ معنی غور و فکر
کرنا۔رسول اللہﷺ غور و فکر فرماتے رہے۔نبوت سے سرفراز ہوئے۔نمازیں فرض
ہوئیں۔ روزے فرض ہوئے۔حج فرض ہوا۔زکوٰۃ واجب ہوئی۔تو ان تمام اعمال کے
ساتھ ساتھ اگر انسان اللہ کی ذات میں تفکر کرے اگر اس اصل کا کھوج لگائے یہ

نماز روزہ حج زکوٰۃ ایسی رہ نمائی عطا کرتے ہیںکہ انسان جلدی سے جلدی اپنی روح سے واقف ہوجاتا ہے۔اور جب اپنی روح سے واقف ہوجاتا ہے تو روح کی جو صلاحیتیں ہیںروح کی جو

activities

ہیںان سے بھی واقف ہوجاتا ہے۔وہ جان جاتا ہے کہ مادی وجود کچھ نہیں ہے۔ مادی وجود کی حیثیت اسی وقت تک ہے جب تک میرے اندر روح ہے۔اگر میرے اندر سے روح نکل جائے گی تو مادی وجود لاش ہوجائے گی ، ڈیڈ باڈی ہوجائے گی۔یہ مادی وجود اگر روح سے رشتہ منقطع کرلے آپ منہ کھول کر کسی بھی طرح کوشش کرکے اس کے حلق سے ایک قطرہ پانی نہیں اتار سکتے۔کسی مردہ آدمی کے آپ منہ میں ڈال دیں پانی نیچے نہیں اترے گا حلق سے ایک قطرہ بھی نہیں اترے گا۔اس مردہ آدمی کو آپ ماریں لاٹھیوں سے اس کو کاٹ دیںہاتھ پیر۔ سب جسمانی اعضا سب کاٹ پیٹ کردیں کبھی اس کی طرف سے تکلیف کا اظہار نہیں ہوتا۔ بھئی میرا ہاتھ کیوں کاٹ دیا؟ لیکن اگرجسم کے اندر موجود ہے تو آپ کے پیر کے انگوٹھے میں چیونٹی کاٹ لے دماغ میں پتہ چل جائے گا کہ یہ چیونٹی نے کاٹ لیا۔آپ کے کوئی چٹکی بھرے آپ کو فوراً پتہ چل جاتا ہے کسی نے میرے چٹکی بھرے ہیں۔لیکن اگر کسی مردہ جسم کے اندر چٹکی بھریں آپ اس کو کیا علم ہوگا اس بات کاکہ آپ نے کیا کیا؟ جتنے سلسلے ... سلسلہ چشتیہ، سلسلہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، عظیمیہ یہ سب کا ایک ہی مشن ہے۔اور وہ مشن یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کو پہچانے۔اپنی روح کو پہچانے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی مقام ہے ...من عرف نفسہ فقد عرف ربہ... جس نے اپنی روح کو پہچان لیااس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔اب ذرا غورفرمائیںروح تو اللہ کو دیکھ چکی ہے تو اگر آپ اپنی روح کو پہچان لیں گے اللہ سے تو آپ کا خود ہی تعلق قائم ہوجائے گا۔اور جب تم اللہ سے بندے کا تعلق قائم نہیں ہوتااللہ سے دوستی نہیں ہوتی۔اور جب بندہ اللہ کا دوست ہی نہیں ہے تو اسے غم اور خوف سے نجات نہیں ملتی۔آج کی دنیا میں یہ جو بے سکونی ہے پریشانی ہے ، اضطراب ہے، بے چینی ہے ، سب کچھ ہوتے ہوئے بھی آدمی بدحال ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بندے کا اللہ کے ساتھ جو تعلق قائم ہونا چاہئیے وہ تعلق نہیں رہا۔ہم میں ہمارے اسلاف میں کیا فرق ہے کبھی آپ لوگوں نے غور فرمایا؟ ہمارے اسلاف کے زمانے میں بھی یہی نمازیں تھیں۔ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ہمارے اسلاف کے زمانے میں یہ قرآن کریم تھا کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ہمارے اسلاف حج اسی طرح کرتے تھے جس طرح ہم کرتے ہیں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔روزے کے جو مسائل ہیں وہ بھی اسی طرح جوں کے توں ہیں جس طرح آج ہیں۔ تو ہمارے اسلاف میں اور ہم میں کیافرق ہوگیا؟ ہم کیوں ذلیل و خوار ہیں۔ کیوں پریشان ہیں؟ کیوں دوسروں کے دست نگر ہیں؟ غیروں کے محتاج ہیں۔ان کی اترنیں پہنتے ہیں۔ ان کے کپڑے پہنتے ہیں۔ ان کے جوتے پہنتے ہیں۔ کہتے ہم یہ ہیں کہ

وہ دوست نہیں ہیں۔ ہم کیا کہتے ہیں موزے بھی نہیں چھوڑتے وہ بھی پہن لیتے
ہیں۔ کیوں؟ وجہ ا س کی یہ ہے کہ ہمارے اسلاف جب نماز پڑھتے تھے تو ان کی
روح اللہ کے ساتھ وابستہ ہوتی تھی۔ ہمارے بزرگ اسلاف جب روزہ رکھتے تھے
تو انہیں اس بات کا یقین ہوتا تھاکہ روزہ کی جزا اللہ ہے۔اور اللہ مل جاتا تھا
انہیں۔ہماری محرومی، ہماری بدحالی ، ہماری پریشانی، بے چینی،خوف، طرح
طرح کی بیماریاں، وسوسے، اس لئے ہیںکہ ہم نے اس جسمانی وجود کو سب
کچھ سمجھ لیا ہے۔ ہمارے اسلاف اسلاف تو جانتے تھے کہ جسمانی وجود کی
اپنی کوئی ذاتی حرکت نہیں ہے۔اصل حرکت روح کی ہے۔روح جب حرکت کرتی
ہے تو جسمانی وجود حرکت کرتا ہے۔روح حرکت نہیں کرتی جسمانی وجود بھی
حرکت نہیں کرتا۔اللہ کادوست بننے کے لئے سکون حاصل کرنے کے لئے ، دنیا میں
حکمرانی کرنے کے لئے ، معزز اور محترم قوم بننے کے لئے ہمیں اپنے اسلاف
بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔کیا وجہ ہے کہ آج ہم ذلیل و خوار ہیں اور
کل کا ہمارا اسلام ساری دنیا پر اس کو غلبہ حاصل تھا؟ ساری دنیا پر غلبہ
حاصل تھا۔آج جو امریکہ کی اور برطانیہ کی پوزیشن ہے تاریخ اٹھا کر دیکھئے
یہی پوزیشن ہمارے اسلاف کو، ہمارے بزرگوں کو ، مسلمانوں کو حاصل تھی۔
پھر ایک دفعہ غور فرمائیےکتاب اللہ کی جو ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔
شریعت وہی ہے ا س میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔رسول اللہ ﷺ کی سیرت
طیبہ جس طرح ہمارے اسلاف کے سامنے تھی اسی طرح آج بھی ہے۔وہ بھی
کلمہ توحید ... لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے تھے۔ہم بھی کلمہ توحید ...
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔فرق یہ ہے کہ ہمارے اسلاف اس بات
سے واقف تھے کہ جسمانی وجود عارضی ہے فانی ہے مٹ جانے والا ہے ، گھٹنے
والا ہے بڑھنے والا ہے۔لیکن روح فانی نہیں ہے۔کل نفس ذائقة الموت... ہمارے
بزرگ ہمارے اسلاف یہ جانتے تھے کہ یہ جو جسم ہے ایک دن اس کو موت کا
ذائقہ چکھنا ہے اور اس کو فنا ہوجانا ہے۔اصل چیز جو باقی رہنے والی ہے وہ
روح ہے۔اگر آج کا مسلمان اپنے اسلاف اور اپنے بزرگوں اور اپنے آباؤ اجدادکی
روایات پر قائم نہیں ہوا۔ان کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی نہیں گزاری تو آپ
یقین جانیں کہ اللہ کا قانون برحق ہے یہ اور نقصان میں اور گھاٹے میں اور
مصیبت میں پڑ جائے گی۔ اس لئے اللہ کا قانون سب کے لئے ہے ...ان اللہ لا یغر
مابقوم حتی یغیر ما بانفسھم...اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو قومیں اپنے اندر تبدیلی
نہیں چاہتیں ہم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ہم ذکر تو بڑا کرتے
ہیں۔ہمارے ابا ایسے تھے، ہمارے دادا ایسے تھے۔ ہم قریشی ہیں۔ ہم سید ہیں۔
ہم صدیقی ہیں ، ہم انصاری ہیں۔یہ فخروں کی بات ہے کتنے ہی صحیح با ت
ہیںسوال یہ ہے کہ ہم نے اپنے بزرگوں کا راستہ جب چھوڑ دیاتو بزرگوں کے اوپر جو
اللہ کی انعامات و اکرامات تھیں وہ ہمیں کس طرح حاصل ہوں گی؟ اگر
مسلمان کو سکون حاصل کرنا ہے ، اگر مسلمان کو خوش حالی چاہئیے۔ اگر
مسلمان کو عزت و احترام چاہئیے۔ اگر مسلمان پوری اقوام عالم پرحکمرانی

چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلے۔ شریعت نے جو
قوانین بنائے ہیں ان پر پورا پورا عمل کرے۔اور اپنی روح کو تلاش کرے۔جیسے ہی
روح کا ادراک ہوجائے گا۔ جیسے ہی روح سے واقفیت ہوجائے گی۔من عرف
نفسہ فقد عرف ربہ ... جس نے اپنی روح کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان
لیا۔ کیا دوستی بغیر پہچانے ہوسکتی ہے؟ اللہ کہتا ہے میرے دوستوں کو خوف
غم نہیں ہوتا۔دوست سے کیا مراد ہے؟ دوست سے مراد یہ ہے کہ آپ دوست کو
جانتے ہوںدوست آپ کو جانتا ہو۔یہ آپ نے یہ بھی سنا ہوگاکہ صاحب اللہ کو تو
کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ یہ بھی ایک عام بات ہے اللہ کو تو کوئی دیکھ ہی
نہیں سکتا۔کون نہیں دیکھ سکتا؟جسم نہیں دیکھ سکتا۔روح تو اللہ کو دیکھ
چکی ہے اللہ کو قرآن کہہ رہا ہے۔۔تو آپ جب اپنی اصل سے اپنی روح سے
واقفیت حاصل کرلیں گے تو آپ تو خود بخود اللہ کو دیکھ لیں گے ۔ خود بخود اللہ
کی آواز سن لیں گے ۔ خود بخود اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرکے قالوا بلیٰ کہیں
گے۔اور اس کا جو طریقہ اولیاء اللہ نے بتایا ہے ... من عرف نفسہ فقد عرف
ربہ... وہ یہ کہ اپنے اندر کا کھوج لگاؤ۔اپنی روح کو تلاش کرو۔مراقبہ کرو۔اللہ
کے سامنے جب کھڑے ہوتو کوشش کرو کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے کوشش کرو
کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں۔یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔ مشکل کام وہ ہوتا
ہے جو آپ نے کبھی نہ کیا ہو۔اللہ کو دیکھنا مشکل کام نہیں ہے۔ جب آپ ازل
میں اللہ کو دیکھ چکے ہیں۔ جب آپ ازل میں اللہ کی آواز سن چکے ہیں۔ جب
آپ ازل میں اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرچکے ہیںپھراس میں مشکل کیا ہے؟ کوئی
مشکل نہیں ہے۔ یہ یقین راسخ ہوناہے اندر یہ جسمانی وجود کچھ نہیں ہے ۔
جسمانی وجود کی ہر حرکت روح کے تابع ہے۔روح ہوگی تو جسمانی وجود کی
حرکت ہوگی۔روح نہیں ہوگی تو جسمانی وجود کی حرکت نہیں ہوگی۔پھر آپ
غور فرمائیںکیا کسی مردے آدمی نے کبھی کھانا کھایا ہے؟ پانی پیا ہے؟ اٹھ کے بیٹھا
ہے؟ اسے شرم حیا آئی ہے جب اسے تخت پہ ڈال کے دھلاتے ہیں۔کیا کوئی زندہ
آدمی اس طرح نہا لے گا؟ جس طرح مردے آدمی کو غسل دیا جاتا ہے؟ تمام
سلاسل کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکر کی یہی تعلیم ہے کہ اپنے
آپ کو پہچانویعنی اپنی روح کو پہچانو۔اور کوئی بندہ جب تک روح کو نہیں
پہچانے گاوہ اللہ سے دوستی کیسے کرے گا؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا
فرمائے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے مشکل بات آپ کو اس لئے لگ رہی ہوگی
کہ یہ آپ نے پہلی دفعہ سنی ہے۔بات سیدھی سی ہے ۔ آپ اپنے گھروں میں
جائیں تجزیہ کریں روح کے بغیر جسم کوئی حرکت نہیں کرتی۔ سلسلہ عظیمیہ
دوسرے سلاسل کی طرح یہ تعلیم دیتا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے کوشش یہ
کریں کہ آپ اپنی ذات سے واقفیت حاصل کرلیں۔ اور آپ کی ذات روح ہے۔جب
روح سے واقفیت حاصل ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ سے آپ کی دوستی ہوجائے
گی ۔ اور جب اللہ سے دوستی ہوجائے گی تو خوف اور غم سے آپ کو نجات
حاصل ہوجائے گی۔اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔آپ سب حضرات کا

بہت شکریہ۔ آپ تشریف لائے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اپنی روح کو تلاش کریںاور اللہ سے دوستی کا حق پورا کریں۔آمین یا رب العالمین۔